TQ Lesson 230 Surah Saba 40-54 tafsir2

آیت نمبر 46۔ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ، اِن سے کہو کہ "میں تمہیں بس ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں خدا کے لیے تم اکیلے اکیلے اور دو دو مل کر اپنا دماغ لڑاؤ اور سوچو، تمہارے صاحب میں آخر ایسی کونسی بات ہے جو جنون کی ہو؟ وہ تو ایک سخت عذاب کی آمد سے پہلے تم کو متنبہ کرنے والا ہے"

قُلْ إِنَّمَا رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کیا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ اے محمد ﷺ، اے نبی ﷺ، **قُلْ** کہہ دیجئے **إِنَّمَا** یہ کلمہ حصر ہے اور کیا معنی دیتا ہے ؟صرف کے۔ کہہ دیجئے اے محمد ﷺ کہ صرف **أَعِظُكُمْ** کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں **بِوَاحِدَةٍ** ایک ہی، اب آپ دیکھ لیجئے **أَعِظُكُمْ** اس کا مادہ ہے **(و ع ظ)** اور وعظ ایسی نصیحت کو کہتے ہیں جس سے مخاطب کا دل نرم ہو پگھلے اور اس پر اس کا اثر ہو دوسری بات کیا کہی ساتھ ہی وعظ کے لئے صفت کیا استعمال کی گئی **بِوَاحِدَةٍ** ایک نصیحت تو گویا کہ مشرکین مکہ کی تمام تر سرکشی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی جو انہوں نے صریح تکذیب کی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ **کو** جھٹلایا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو ہلاک نہیں کیا جیسے پچھلی قوموں کو جھٹلانے کے نتیجے میں ہلاک کیا تو بار بار انہیں ایمان کی اور عمل صالح کی دعوت دی تو یہاں پہ بھی رسول اللہ ﷺ کی زبان سے انہیں نصیحت کی جارہی ہے کہ تم کیسی باتیں کرتے ہو تم کیسے کیسے الزامات لگاتے ہو کبھی تم یہ کہتے ہو کہ یہ جو انسان ہے یہ جو **رَجُلٌ** ہے یہ کیا ہے؟ مجنوں ہے کبھی قرآن کے بارے میں کہتے ہو **إِفْكٌ مُفْتَرًى** کہ یہ گھڑا ہوا ہے یہ تو **سِحْرٌ مُبِينٌ** ہے۔ تو تم غور تو کرو کہ تمہارا کیا رویہ ہے تو آپ دیکھئے کہ یہاں بھی رسول اللہ ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ ان سے کہیے صرف ایک نصیحت کرتا ہوں بس ایک بات اور آپ اپنے ذہن میں اس بات کو لائیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ کا مخاطب آپ کے سامنے اور آپ ان کے سامنے بہت سی باتیں رکھتے ہیں۔ بعض اوقات باتیں الجھی ہوئی ہوتی ہیں اور بعض اوقات بہت سی ایسی باتیں ہوتیں کہ اس کا جواب دینے کو بھی دل نہیں کرتا کہ اسکا کیا جواب دیا جائے۔آپ کہتی ہیں یہ کتنا احمق ہے کہ اس کو سمجھ ہی نہیں آرہی کیسی باتیں کرتا ہے کتنی دفعہ یہ بات اس کو سمجھائی ہے پھر آپ کیا کرتی ہیں آپ کہتی ہیں آپ کی ساری باتوں کے جواب میں میں صرف ایک بات کہنا چاہتی ہوں (کبھی آپ اپنی اولاد سے کہتے ہیں کبھی آپ اپنے دوستوں سے کہتے ہیں کبھی استاد اپنے شاگردوں سے کہتا ہے)۔ تو بہت سی باتوں کے جواب میں صرف ایک بات ہے۔ تو یہاں پہ بھی اہل مکہ کا رویہ ایک طرف اور رسول اللہ ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ ان سے کہیے کہ میں تمہیں بس ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں اور وہ نصیحت کیا ہے ؟ **أَنْ تَقُومُوا** کہ تم کھڑے ہو جاؤ اب آپ دیکھ لیجئے کہ اب یہاں پر کفار مکہ کو دعوت دی جا رہی ہے ان پر حجت تمام کی جا رہی ہے ان کو کہا جا رہا ہے کہ تم سب کھڑے ہو جاؤ **أَنْ تَقُومُوا** کہ تم کھڑے ہو جاؤ **(ق و م)** قوم سے ہے کھڑا ہونا اقامت بھی ہے جب نماز سے پہلے اقامت ہوتی ہے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں تو کیا ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ **لِلَّهِ** اللہ کے لئے تم کھڑے ہو جاؤ گویا کہ خلوص کے ساتھ ، سچائی کے ساتھ کھڑے ہونا، اللہ کے لئے سنجیدگی کے ساتھ کھڑے ہونا اور کھڑے ہونے کا انداز بھی بتایا جا رہا ہے آپ دیکھیں کہ بعض اوقات ایک بھیڑ ہوتی ہے اور بھیڑ میں کتنی ہی اچھی نصیحت کیوں نہ کی جائے کسی کے پلے کچھ نہیں پڑتا

مختلف آوازیں ہوتی ہیں مختلف مفروضے ہوتے ہیں مختلف خیالات ہوتے ہیں اور اس شور میں حق بات پیچھے رہ جاتی ہے اور کہا کہ جب تم کھڑے ہو تو پہلی بات یہ کہ اپنی نیتیں صاف کرنا،صرف اللہ کے لیےکوئی سماجی دباؤ کوئی خاندان کے رسم و رواج کوئی بتوں کی پوجا کسی سردار کے پیچھے لگ کر مطیع بن کر کسی اور کے لئے نہیں صرف اللہ کے لئے کھڑے ہونا کیونکہ وہ اللہ کو مانتے تو تھے لیکن ایک نہیں مانتے تھے دوسری بات کیا کہی جب تم کھڑے ہو تمہاری کیفیت کیا ہونی چاہئے **مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ** اور آپ دیکھ لیجئے کہ **مَثْنَىٰ** دو دو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور یہ کیا ہے ؟ **مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ** عدد معدود ہے اور **مَثْنَىٰ** جو ہے یہ تثنیہ کا صیغہ ہے معنی کیا ہیں کہ دو دو ہو کر کھڑے ہونا کیونکہ ایک ایک کے لئے کیا آتا ہے؟ **وَفُرَادَىٰ** فرد سے ہے اس کا مادہ **(ف ر د)** ہے اور **اَلْفُرْدَةُ** کی جمع ہے **فُرَادَىٰ** اور اس کے معنی ہوتے ہیں تنہا جانے والا اب آپ دیکھئے قرآن میں اکیلے کے لئے نمبر 1. **اَحَد** آیا ہے ،نمبر 2 **وَحِيْد** آیا ہے ،نمبر 3. **فَرْد** آیا ہے، نمبر 4. **فُرَادَىٰ** آیا ہے، گویا کہ چوتھا درجہ ہے اکیلے ہونے کا تو اصل میں اس کے معنی کیا ہیں کہ تنہا جانے والا جیسے **جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ** تو اس کے معنی کیا ہیں وہ سب اکیلے اکیلے آئے آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں **وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ (94- الانعام)** (اور اللہ فرمائے گا) "لو اب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہوگئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا، تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے انسان دنیا میں بھی اکیلا اور آخرت میں بھی اکیلا قبر سے بھی اکیلا اٹھے گا اور اللہ کے دربار میں بھی جب جائے گا تو اکیلا ہی ہوگا کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہیں ہوگا کوئی اس کا پرسان حال نہیں ہوگا۔ **مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ** یہ فُعَال کے وزن پر ہوتا ہے اور اس کے معنی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے دو دو تین تین جیسے آپ **ثُلٰثَ** کہتے ہیں یا پھر آپ کہتے ہیں **رُبٰعَ** تو چار چار کو **رُباعی** شاعری میں کہتے ہی اسکو ہیں جس کے اندر چار مصرعے ضروری ہوں اسی طرح **ثُمَان** آٹھ آٹھ ہے اگر" ی "ساتھ اس کے ملا دیا جائے جیسے آپ کہیں کہ ثلاثی تو تین تین والی کا پھر اضافہ ہو جاتا ہے **رُباعِي** تو چار چار والی اور اگر" ۃ" ساتھ اس کے بڑھا دی جائے تو مُؤنث بن جاتا ہے جیسے **رُبٰعِيةٌ خُمَاسِيةٌ** ، تو وہ مُؤنث بن جاتا ہے ورنہ پھر یہ مُذکر ہے تو یہاں پر بھی **مَثْنَىٰ** اور اس کے بعد **وَفُرَادَىٰ** اس کے معنی ہیں دو دو اور ایک ایک تو گویا کہ اللہ رب العزت کیا کہہ رہے ہیں جب تمہیں کہا جا رہا ہے کہ تم اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے ہونے کی کیفیت یہ ہونی چاہئے کہ دو دو ہوں اور تین تین ہوں **ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا** پھر کرنے کا کام بتایا جا رہا ہے کہ پھر فکر کرو **تفکر** کرو پھر تم لوگ سوچو اپنا دماغ لڑاؤ تو اس سے مراد کیا ہے ؟کہ جب تم یہ کام کروگے تو کیسے کرنا کہ دو دو یا ایک ایک غور کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں ایک یہ کہ انسان خلوت میں اکیلا غور و فکر کرتا ہے اور دوسرا یہ وہ کہ اپنے دوستوں سے اور مجمع کے اندر ایک مشورہ کرتا ہے اور پھر بحث کے بعد ایک نتیجے پر پہنچتا ہے اب ان دونوں طریقوں میں سے جو تمہیں پسند ہو اس کو تم اختیار کرو لیکن جب تم غور و فکر کرو جب تم سوچو توایک مجمع کے اندر نہ سوچو کیونکہ مجمع کے اندر بعض اوقات آپ کی اپنی سوچ پیچھے رہ جاتی ہے ہو سکتا ہے آپ کے ذہن میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو اردگرد کے لوگ کر رہے ہوتے ہیں لیکن پھر آپ بس اسی پر سوچتے چلے جاتے ہیں پھر آپ گھر جاتے ہیں پھر آپ بات پہ سوچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہیں سنجیدگی سے سوچ کر مجھے لگتا ہے معاملہ ایسا نہیں ہے بہت سے لوگوں نے جو بات رکھی مجھے ایسی بات نہیں لگتی تو مقصد کیا ہے توجہ دلانے کا ، کہ تم اپنے ذہن سے ضد کو نکالو تعصب کو نکالو، غرور سے اپنے ذہن کو پاک کرو، اردگرد کی جو باتیں ہیں اردگرد کے لوگ جو شرک کر رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ پر اور قرآن پر جھوٹے الزامات لگا رہے ہیں اور رسموں میں مبتلا ہیں تو ان کی باتوں کو سوچنے کی بجائے تم میری باتیں سنو معاملے پر سنجیدگی سے غور کرو اور کرنا اللہ کی رضا کے لئے یعنی نفس کے لئے نہیں،

شیطان کے لئے نہیں، دکھاوے کے لئے نہیں بعض اوقات انسان ایک فیصلہ تو دے دیتا ہے لیکن اس کا مقصدکبھی دوستوں کو راضی کرنا ہوتا ہے مثلاً تین دوست ہیں اب دو کا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا ہے تو ایک دوست کہتا ہے کہ اس نے میرے ساتھ زیادتی کی(یہ غلط ہے اسکی غلطی ہے) آپ کو جج بنا لیا جاتا ہے اور آپ کو پتہ ہوتا ہے کہ جو کہنے والا ہے وہ غلط ہے لیکن آپ کہتی ہیں کہ اگر میں نے اس کی ہاں میں ہاں نہ ملائی تو یہ ناراض ہو جائے گی تو آپ کہتی ہیں انہوں نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ تو آپ کیا کرتی ہیں کہ دوست کو راضی کرنے کے لئے دوسرے کے حق میں غلط فیصلہ دے دیتی ہیں سنجیدگی سے غور نہیں کرتیں اللہ کے لئے نہیں کرتیں ہم زندگی میں کتنی دفعہ ایسے کرتے ہیں کہ عدل نہیں کرتے اور سنجیدگی سے غور نہیں کرتے تحقیق کیے بغیر کسی نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں۔ ایک بات کوئی کہہ رہا تھا ہم نے بھی بغیر سوچے سمجھے اس کی ہاں میں ہاں ملا دی تو یہاں پر کفار مکہ کو کیا کہا جا رہا ہے کہ آپ غیر جانبدار ہو کر غور کریں اور کسی بھی انسان پر سب سے بڑا حق اللہ کا حق ہے اگر پھر بھی انسان اللہ کے بارے میں، اللہ کی کائنات کے بارے میں، اللہ کے رسول اور قرآن کے بارے میں سنجیدگی سے غور نہ کرے اور نا سوچے کہ میرے اللہ نے کیا کہا ہے میرا اللہ مجھ سے کیا چاہتا ہے وہ مجھے کیوں شرک سے منع کرتا ہے تو پھر اس انسان کے دنیا میں جینے پر افسوس ہے۔ جو اللہ کا نہ ہوا وہ کسی کا بھی نہیں ہے گویا کہ کہا جا رہا ہے کہ اٹھو ارادہ کرو ،کمرِ ہمت باندھو اور عرب کے معاشرے میں جو رسم و رواج ،شرک، تعصبات، ضد ،فخر و غرور کی جو فضا بنی ہوئی ہے اس کو چھوڑ کر غور و فکر کر کے ایک نتیجے پر پہنچو اور پھر اہم بات کیا ہے؟ بھیڑ میں نہ کرنا اکیلے اکیلے خلوت میں کرنا یا پھر یہ کہ چلو دو ہو جاؤ ویسے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی خاص تعداد مطلوب ہے بعض مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی خاص عدد مقصود نہیں ہے مقصد یہ ہے کہ یا تو خلوت میں اور تنہائی میں کرو یا مشورہ کرلو لیکن اپنے دماغ پر تم زور ڈالو سوچو مثلاً آپ دیکھیں quiz کی مثال بڑی خوبصورت ہے کہ پہلے آپ کے quiz سوال و جواب بہت سے ہوئے ماشاءاللہ سورۃالنساء کا ہوا پھر سورۃالنور اور سورۃالاحزاب کا ہے کئی دفعہ آپ کی بحث مباحثہ بھی ہوتا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے کہ آپ لوگوں کو بولنا آئے، بیان کرنا آئے، دلائل دینے آئیں اور اس طرح انسان یاد بھی زیادہ کرتا ہے اور دعویٰ کا بھی بہترین ذریعہ ہے مثلاً آپ کا ایک سوال وجواب کا سلسلہ ایسا بھی ہوا کہ جس میں کلاس صرف دو حصوں میں تقسیم تھی اور ایسا بھی ہوا جس میں چار گروپ بنے ہوئے تھے اور ابھی جو آپ کا quiz سوال و جواب کا سلسلہ ہوا اس میں کتنے گروپ تھے؟ سات تو اب آپ دیکھیں کہ جو سات گروپ والا سوال و جواب کا سلسلہ ہوا ہے سورۃالنور کا اور سورۃالاحزاب کا اس میں کیا فائدہ ہوا کہ جو سوچنا تھا تحقیق کرنی تھی تیاری کرنی تھی وہ سات گروپ پر تقسیم ہوئی تو زیادہ لوگوں کو سوچنے کا اور محنت کرنے کا موقع ملا تو ایک یہ ہے کہ اگر صرف دو گروپ بنا دیے جائیں یا تین بنا دیے جائیں تو عام طور پر کیا ہوتا ہے باقی سارے لوگ اتنی محنت نہیں کرتے وہ کہتے ہیں اچھا میرے گروپ میں فلاں فلاں ہے بعض دوسرے لوگوں کو دیکھتے ہیں اپنے اوپر غور نہیں کرتے کہ چھت کا کچھ بوجھ میرے اوپر بھی آیا ہے کیونکہ چھت کا بوجھ تو ستونوں پر آتا ہے تو پھر آپ ستون کیوں نہیں بنتیں اور اسی طرح آپ دیکھیں کہ بعض لوگوں کے بارے میں ہم سمجھتے ہیں ان کو اتنانہیں آتا لیکن آپ دیکھیں جب ان پر بوجھ ڈالا جاتا ہے تو آپ نے دیکھا ماشاءاللہ کتنے اچھےانہوں نے جواب دیے ایک بات یاد رکھیں کائنات کے نظام میں قدرت کے کارخانے میں کوئی چیز نکمی اور ردی نہیں ہے یہ میری اور آپ کی نظریں ہیں میری اور آپ کی سوچ ہے کہ ہم کسی کے بارے میں بھی کہہ جاتے ہیں کہ اس کو تو اتنا آتا نہیں وہ تو اتنا بولتا نہیں وہ اتنا ذہین نہیں اس کی تو عمر اتنی ہے وہ تو ایسا ہی ہے بعض اوقات میں اور آپ ایسے سوچتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی نکما اور

کمزور پیدا نہیں کیا سب ماشاءاللہ بہترین ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہئے دوسروں کی خوبیوں کو سراہنا بھی چاہئے اور اس طرح سوچنے سمجھنے کا ہمیں زیادہ موقع ملتا ہے ہر ایک کو محنت کرنے کا تیاری کرنے کا موقع ملتا ہے تو انشاءاللہ اگلا جو quiz سوال و جواب کا سلسلہ ہونے والا ہے آپ کا سورۃسبا کا اور سورۃفاطر کا تو اس میں مزید چھوٹے گروپ بنانے ہیں تو بہرحال تین باتیں یہاں پر کہی گئیں مشرکین مکہ کو تو نمبر 1. کیا تھی اللہ کے لئے کھڑے ہو، نمبر 2. ایک ایک یا دو دو اور نمبر 3. **ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا** پھر غور و فکر کرو کیا غور و فکر کرو؟ **مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ** یہ جو تمہارا ساتھی ہے **"مَا"** نہیں ہے **بِصَاحِبِكُمْ** تمہارا ساتھی **مِنْ** سے **جِنَّةٍ** جنون ، یعنی ہے کوئی ایسی بات جو تمہارے ساتھی میں ہو اور جنون کی ہو اور تمہیں نظر آتی ہو۔ تو تمہارے رفیق کو جنون نہیں ہے تمہارے رفیق کو کوئی بھی سَودا (سودائی) نہیں ہوا۔ تو بات کیا ہے کہ تم اپنی خواہشات اور تعصبات سے پاک ہو کر اللہ کے لئے غور کرو اور یہاں پر دو لفظ بہت اہم ہیں **بِصَاحِبِكُمْ** اس کے نیچے آپ لائن لگا لیں اور دائرہ لگا لیں آپ دیکھیں کہ **صَاحِب** صحبت سے ہے کہ وہ شخص جس کی صحبت میں تمہاری زندگی گزری ہے رسول اللہ ﷺ مکہ والوں میں ہی تو پلے بڑھے تھے جوان ہوئے تھے حجرِ اسود کو جب نصب کرنے پر قبیلے آپس میں جب لڑ پڑے تھے تو رسول اللہ ﷺ کو انہوں نے اپنا حاکم مانا تھا اور آپ ﷺ **نے** کتنے خوبصورت طریقے سے حجرِ اسود کو نصب کر کے ان کے جھگڑے کو ختم کیا تھا اور پھر جب ان کو اپنی امانتیں رکھنے کی ضرورت پیش آتی تھی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس رکھا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو وہ بہترین سمجھتے تھے اب ہوا کیا کہ جب آپ نے بتایا کہ مجھے نبی بنا کر بھیجا گیا تو وہی اہلِ مکہ جو آپ کو امین اور صادق کے نام سے پکارتے تھے جو اپنے جھگڑوں میں آپ کو **حَكَمْ** تسلیم کرتے تھے اب آپ کو مجنوں، دیوانہ، کاہن، ساحر، شاعر اور نہ جانے کیا کیا کہنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے کیا کہا **بِصَاحِبِ** تمہارا صاحب، تمہاری صحبت میں، **كُم** تم سب کا۔ کسی اور کا نہیں کہیں باہر سے نہیں آیا یکایک نہیں آ کے نبوت کا دعویٰ کیا جنوں میں سے نہیں انسانوں میں سے تمہاری صحبت میں، تمہارے اندر پلا بڑھا ہے تمہارے شہر کا رہنے والا ہے اس کی حالت اس کی کیفیت ساری باتیں تمہیں اچھی طرح پتہ ہیں **إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ** اور پھر ہوا کیا **إِنْ** نہیں **هُوَ** وہ ،نہیں ہے وہ **إِلَّا** مگر **نَذِيرٌ لَكُمْ** ڈرانے والا تمہارے لئے اور کس چیز سے ڈراتا ہے؟ **بَيْنَ يَدَيْ** آگے **بَيْنَ يَدَيْ** کس معنی میں ہے آگے کے **بَيْنَ** درمیان کے لئے آتا ہے اور **يَدْ** ہاتھ کو کہتے ہیں **يَدَيْنِ** تھا دو ہاتھ "**ن** " تثنیہ کا گر چکا ہے اب آپ دیکھیں کہ جو دو ہاتھوں کا درمیان ہے وہی تو آگے ہے **بَيْنَ يَدَيْ** کہ تمہارے آگے کیا ہے کس چیز سے وہ ڈرا رہا ہے **عَذَابٍ شَدِيدٍ** شدید عذاب سے ، کہ وہ تو ایک سخت عذاب سے جو آگے آنے والا ہے اس کے آنے سے پہلے تم کو متنبہ کرنے والا ہے تم کو ڈرانے والا ہے تو یہ قصور ہے اس کا، اس وجہ سے اسے تم مجنوں کہنے لگے، اس وجہ سے تم اسے ساحر کاہن اور دیوانہ کہنے لگے تو حالانکہ جو مجنوں ہوتا ہے بُرا وقت آنے سے پہلے کسی کو خبردار نہیں کرتا وہ تو بہت ہی عقل مند ہوتا ہے جو بتاتا ہے بُرا وقت آنے والا ہے اس کے آنے سے پہلے تیاری کرلو عقل مند کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ کہ تباہی کے آنے سے پہلے تم کو تباہی سے بچنے کے لئے کہہ رہے ہیں کہ ایمان لے آؤ عمل صالح کرلو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر **عَذَابٍ شَدِيدٍ** شدید عذاب سے تمہیں دو چار ہونا پڑے گا

آیت نمبر 47۔ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

ترجمہ۔ اِن سے کہو، "اگر میں نے تم سے کوئی اجر مانگا ہے تو وہ تم ہی کو مبارک رہے میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے"

قُلْ کہہ دیجئے **مَا سَأَلْتُكُمْ** نہیں میں نے سوال کیا تم سے۔ اے محمد ﷺ اہل مکہ کو پکار پکار کر یہ بتا دیجئے اہل مکہ کو یہ بات کہہ دیجئے کہ میں نے **سَأَلْتُكُمْ** آپ سے سوال نہیں کیا **مِنْ** کوئی **أَجْرٍ** کوئی یا کسی اجر کا تم سے سوال نہیں کیا **فَهُوَ لَكُمْ** پس وہ تمہارے لئے ہے۔ اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پر ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ کے داعی کا کام دنیا کمانا نہیں ہوتا کیونکہ اگر داعی دعوت دیتے ہوئے اپنے کچھ مقاصد سامنے رکھے یا وہ دنیا کمانا چاہے دنیا کی عزت ہے کرسی ہے اور کچھ بھی دنیا کی چیزیں اگر وہ لینا چاہتا ہے تو یاد رکھئیے گا اس بات کو کہ پھر اس کی بات اثر کھو دیتی ہے پھر دعوت مؤثر نہیں ہوتی تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا کہ مشرکین مکہ کے سامنے یہ بات واضح طور پر کہہ دیجئے کہ مجھے تم سے دنیا کے کسی مفاد کا لالچ نہیں ہے میں اپنی دعوت میں بہت مخلص ہوں **مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ** میں نے تم سے کوئی اجر نہیں مانگا میں نے تمہارے سامنے کوئی مطالبہ پیش نہیں کیا **إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ** میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے مجھے اللہ سے اجر اور ثواب کی امید ہے میری سچائی میرا اخلاص میری کوششیں میری خلوت اور جلوت میری سعی جو کچھ بھی ہے میرا اللہ جانتا ہے بڑی خوبصورت بات ہے اور یہ جو آیتیں ہیں یہ میری اور آپ کی زندگی کا سرمایہ ہیں آپ اب کلاس سے فارغ ہوں گی آپ بھی ماشاءاللہ یہ کام شروع کریں گی بس ایک بات یاد رکھئیے گا کچھ بھی کریں کہیں کرسیاں لگائیں کہیں درس لیں کہیں کلاس لیں آپ ترجمہ سکھائیں کچھ بھی کریں کوئی بھی توفیق جو اللہ تعالی آپ کو دے اور اپنے دین کی آپ سے خدمت لے لے یہ اللہ کی کرم نوازی ہوگی یہ آپ کی خوش قسمتی ہوگی کہ اللہ آپ کو چن لے آپ سے اپنے دین کی خدمت لے لے اور دین کی خدمت کیا ہے کہ باغوں سے پھول اور پھلوں سے اپنے دامن کو بھرنا ہے میوے چن چن کر کھانا ہے اور خوشبو سے اپنے جسم کو اپنی روح کو معطر کرنا ہے کچھ بھی خدمت اللہ تعالیٰ آپ سے لے لے تو عاجزی اور انکساری ہونی چاہئیے اس میں ضد نہ کریں کہ یہ نہیں ، یہ کیوں بلکہ جو بھی اللہ تعالی موقع دے تو اس میوے سے اپنی روح اپنے جسم کو مالا مال کر لیں اور دوسری بات مقصد یہ نہیں ہو کہ لوگ واہ واہ کریں اور ایک عزت ہو اور ایک نمود و نمائش ہو یا پھر ڈالر ہو یا دولت ہو صحیح ہے؟ تو یہ بات بہت اہم ہے اور یہ بات قرآن میں بہت دفعہ آئی کہ جو بھی نبی آیا اس نے جب دعوت پیش کی تو اس نے کہا کہ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ **قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا (57۔ الفرقان)**اِن سے کہہ دو کہ "میں اس کام پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا، میری اُجرت بس یہی ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کر لے"۔

یہ جو آیت ہے اس کے ایک معنی اور بھی ہیں وہ کیا ہیں کہ تمہاری بھلائی کے سوا میں اور کچھ نہیں چاہتا میرا اجر بس یہی ہے کہ تم درست ہو جاؤ **مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ** میں تم سے کوئی بھلائی نہیں چاہتا کیا بھلائی چاہتا ہوں **فَهُوَ لَكُمْ** کہ بس تم ٹھیک ہو جاؤ مجھے کچھ نہیں چاہئیے بس ایک ہی بات ہے کہ تم ٹھیک ہو جاؤ **إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ** اور میرا اجر میری جزا مجھے اللہ دے گا **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ** اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے کہ دنیا کتنے ہی مجھ پر الزام لگائے جیسے اہل مکہ رسول اللہ ﷺ کو کیا کہہ رہے تھے کہ آپ ساحر ہیں آپ دیوانے ہیں مجنوں ہیں تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ان لوگوں کو بتائیے کہ میرا اللہ **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ** ہر بات پر گواہ ہے۔ ہر بات پر گواہ ہے سے کیا مراد ہے؟ کہ میرا اللہ میری سچائی اور اخلاق سے بھی خوب واقف ہے دنیا کتنے ہی

الزامات کیوں نہ لگاتی رہے میرے اللہ کو پتہ ہے کہ میں بے غرض کام کر رہا ہوں میں کسی ذاتی مفاد کے لئے کام نہیں کر رہا اور کوئی غلط بات نہیں کر رہا

آیت نمبر 48۔ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ
ترجمہ۔ ان سے کہو "میرا رب (مجھ پر) حق کا القا کرتا ہے اور وہ تمام پوشیدہ حقیقتوں کا جاننے والا ہے"

قُلْ کہہ دیجیئے **إِنَّ رَبِّي** بے شک میرا رَب کتنا خوبصورت انداز ہے جیسے بچہ ماں سے کہے کہ **اُمِّی اُمِّی اَبیِّ اَبیِّ** جب بھی مشکل پریشانی آئے جب بھی تکلیف آئے جب بھی کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو ہم کیا کرتے ہیں آپ دیکھیں آپ جوان ہیں پھر آپ کی اولاد ہے ماشاءاللہ اور بعض کے بچوں کی شادیاں بھی ہو جاتی ہیں لیکن جب بھی مشکل وقت آتا ہے تو ماں باپ یاد آتے ہیں ابھی پچھلے دنوں ایک فوتگی ہوئی ہے ایک بھائی کی والدہ کی وفات ہوئی ہے اور اپنے ایک بچے کی شادی بھی ہوگئی ہے لیکن اپنی والدہ کی وفات پر ان کی بیوی بتا رہی تھیں کہ وہ اتنے اداس ہیں کہ سنبھل نہیں رہے اور بہت اپنی والدہ سے محبت بھی کرتے تھے اور بہت انہوں نے اپنی والدہ کی خدمت بھی کی اور میں خود اس کی گواہی دیتی ہوں جیسے 15/16 سال سے اس فیملی کو جانتے ہیں اور ایک ہوتا ہے جسمانی خدمت۔ جسمانی خدمت کے علاوہ مال, پیسہ, ڈالر ، دینار جو بھی پیسے وقت کے تھے انہوں نے پانی کی طرح اپنی والدہ کے کہنے پر بہائے جب جیسے جہاں ماں نے کہا۔ اتنی انہوں نے اپنی والدہ کی خدمت کی اور والدہ بہت سال پہلے بیوہ ہو گئی تھیں۔ کئی بہن بھائی تھے تعلیم و تربیت پڑھائی گھروں کے کام اور کہتے ہیں کہ مجھے جو کچھ بھی ملا ہے میری ماں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ میرا والدہ سے اتنا قریبی اور اتنا اچھا تعلق ہے۔ تو واقعی بڑی خوبصورت بات ہے یہ والی کہ **اُمِّی** اور اُمّ ایسے لگتا ہے میں کہتی ہوں کہ ماں جب انسان کہتا ہے تو وہ دل کی گہرائیوں سے پکارتا ہے آپ نے پڑھا ہے **شہاب نامہ** اچھا تو بہرحال اور وہ اپنی والدہ کو **"ماں جی"** کہتے تھے تو کوئی ماں جی کہتا ہے علامہ اقبال کی والدہ فوت ہو گئیں تو بہت خوبصورت انہوں نے ایک نظم لکھی کہ اب میرے خط کا کون انتظار کرے گا اور اب مجھے اپنی دعاؤں میں کون یاد کرے گا تو اب میں کس کے پاس فریاد لے کر آؤں گا تو اب یہ بھائی جو رو رہے تھے وہ کیا کہتے تھے؟ کہتے تھے کہ اب میں کس کو فون کروں گا اب میں کس کے فون کا انتظار کروں گا اب میری ماں چلی گئی کون میرے لئے دعا کرے گا سب دعائیں کرتے ہیں ماں کی دعا بڑی عجیب ہے باپ کی دعا ماں کی اولاد کے لیے دعا اور آپ دیکھیں کہ اللہ تو ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت کرتا ہے **قُلْ** کہہ دیجئے **إِنَّ رَبِّي** بے شک میرا رب **يَقْذِفُ بِالْحَقِّ (ق ذ ف)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں اس کا مطلب ہوتا ہے آپ پڑھ چکی ہیں نا ابھی آپ نے quiz (سوال جواب) میں بتایا تھا قذف ،قاذف اور مقذوف اس کا مطلب ہوتا ہے پھینکنا مارنا تو اب جیسے آپ پھینکتی ہیں تو کیا کرتی ہیں آپ کے پاس کوئی چیز ہے آپ اس کو اوپر سے اٹھا کر نیچے مارتی ہیں تو اوپر سے اُتارنا گویا کہ یہ لفظ پھر کس معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ اوپر سے اُتارنا، نیچے پھینکنا، مارنا تو بہرحال یہاں پہ اس کے دو معنی ہیں ایک معنی ہے علم حق القا کرنا، میرا رب **يَقْذِفُ بِالْحَقِّ** وہ حق کا علم القا کرتا ہے اور دوسرے معنی کیا ہیں کہ حق کو باطل کے مقابلے میں غالب کرتا ہے باطل پر حق کی چوٹ لگاتا ہے حق کو باطل پر پھینک دیتا ہے جیسے کیا مطلب ہے پھینک دینے سے ، حق باطل کے اوپر مارا جاتا ہے کیسے مارا جاتا ہے **وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (81۔ الاسراء)** اور اعلان کر دو کہ "حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو مٹنے ہی والا ہے"۔ کہ جہاں جہاں حق آتا چلا گیا وہاں وہاں سے باطل بھاگتا چلا

گیا اور آپ دیکھیں کہ جیسے کسی پر کوئی چوٹ لگائی جائے اور جب چوٹ لگتی ہے تو کیا ہوتا ہے کہ نیچے کی چیز ختم ہو جاتی ہے مثلاً آپ یہ بات پڑھ چکی ہیں **بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ** مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مِٹ جاتا ہے اور تمہارے لیے تباہی ہے اُن باتوں کی وجہ سے جو تم بناتے ہو **(18-الانبیاء)** کہ اللہ تعالیٰ حق ہے وہ حق کو القا کرتے ہیں یا حق کو باطل پر مارتے ہیں حق کی چوٹ مارتے ہیں **فَيَدْمَغُهُ** کے معنی کیا ہیں اس کا بھیجا نکل جاتا ہے **فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ** اور پھر وہ کیسا ہے پس بھاگ جانے والا ہے ختم ہو جانے والا ہے جھاگ کی طرح بیٹھ جانے والا ہے تو ایک معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حق کا علم قرآن وحی وغیرہ کو القا کیا **(ق ذ ف)** کے معنی کیا ہیں القا کرنا، نازل کرنا، اتارنا دوسرے اس کے معنی کیا ہیں باطل پر حق کی چوٹ لگانا، حق کو باطل پر غالب کر دینا ہے۔اے محمد ﷺ کہہ دیجئے کہ میرا رب مجھ پر حق کا القا کرتا ہے **عَلَّامُ الْغُيُوبِ** **عَلَّامُ** مبالغے کا صیغہ ہے بہت زیادہ علم رکھنے والا **الْغُيُوبِ** غیب کی جمع ہے اور کن چیزوں کا علم رکھنے والا؟ پوشیدہ حقیقتوں کا۔ کہ میرا رب پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والا ہے اس کو پتہ ہے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے میرے رب کو پتہ ہے کہ کس کو رسول بنانا چاہئے تھا اہل مکہ اس پہ بھی بگڑتے تھے کہ ہمیں کیوں نہیں رسول بنایا گیا تو میرا اللہ پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والا ہے

آیت نمبر 49۔ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ
ترجمہ۔ کہو "حق آگیا ہے اور اب باطل کے کیے کچھ نہیں ہو سکتا"

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ کہہ دیجئے کہ حق آگیا **وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ** اور پھر کیا فرمایا کہ جب حق آیا تو **وَمَا يُبْدِئُ** نہیں **يُبْدِئُ** کا مطلب ہوتا ہے ابتدا کرنا آغاز کرنا **وَمَا يُبْدِئُ** اور نہیں پہلی بار پیدا کر سکا **الْبَاطِلُ** باطل **وَمَا يُعِيدُ** اور نہ وہ دوبارہ اعادہ کر سکے گا یعنی باطل پہلی بار بھی نہیں ابھر سکا اور دوبارہ بھی وہ ابھر نہیں سکے گا اس کا مطلب کیا ہے کہ حق کیا ہے ؟ قرآن ہے اور باطل کیا ہے؟ کفر اور شرک اب مطلب یہ ہے کہ اللہ کا دین اور اللہ کا قرآن آ گیا باطل ختم ہو گیامُضْمَحِل ہو گیا اب وہ سر اٹھانے کے قابل ہی نہیں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو بات بتائی جا رہی ہے وہ کیا ہے کہ حق جب آیا تو مکہ میں اسلام جیسے پھیلنے لگا تو ہوا کیا **وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ** کہ باطل پھر پیدا بھی نہ ہو سکا اوروہ سر ہی نہیں اٹھا سکا جیسے ہوتا ہے ابتدا ہونا کسی چیز کا شروع ہونا وہ تو اصل میں شروع ہی نہیں تھا وہ تو اوپر ہی اوپر تھا اس کی کوئی جڑ ہی نہیں تھی وہ تو ایسے ہی جھاڑیاں ہی تھیں تو نہ وہ پہلی بار پیدا ہو سکا نہ باطل پہلی دفعہ سر اٹھا سکا **وَمَا يُعِيدُ** اور نہ دوبارہ کبھی پیدا ہو سکے گا،نہ وہ سر اٹھا سکے گا نہ آج ابھرا ہے اور نہ آئندہ کبھی ابھر سکے گا یہ وہی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ ہوا تو آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے آپ نے کیا دیکھا چاروں طرف بت نصب تھے کتنے بت تھے وہاں پہ؟ 360 کی تعداد ہمیں پتہ چلتی ہے آپ کمان کی نوک سے ان بتوں کو مارتے جاتے اور یہ آیت 49 اور سورۃبنی اسرائیل کی آیت 81 پڑھتے جارہے تھے۔ **وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (81- بنی اسرائیل)** اور اعلان کر دو کہ "حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو مٹنے ہی والا ہے"۔ (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے) دلیل قرآن سے بھی مل رہی ہے حدیث سے بھی مل رہی ہے کہ حق کی فطرت میں، سرشت میں ہے کہ وہ غالب ہونے والا ہے وہی حقیقت ہے

آیت نمبر 50۔ قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ

ترجمہ۔ کہو "اگر میں گمراہ ہو گیا ہوں تو میری گمراہی کا وبال مجھ پر ہے، اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اُس وحی کی بنا پر ہوں جو میرا رب میرے اوپر نازل کرتا ہے، وہ سب کچھ سنتا ہے اور قریب ہی ہے"

قُلْ کہہ دیجئے **إِنْ ضَلَلْتُ** کہ اگر میں گمراہ ہوں **فَإِنَّمَا** تو پس بے شک **عَلَىٰ نَفْسِي** اوپر ہے میرے نفس کے ،اگر میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی کا نقصان مجھ ہی پر ہے **وَإِنِ اهْتَدَيْتُ** اور اگر میں ہدایت پر ہوں اگر میں صراط مستقیم پر ہوں **فَبِمَا يُوحِي** پس اس کے ساتھ **يُوحِي** وحی کی جاتی ہے **إِلَيَّ** میری طرف **رَبِّي** میرے رب کی طرف سے کیا کہا کہ اے محمد ﷺ یہ بات بھی ان کو بتا دیجئے جیسے کہ اہل مکہ رسول اللہ ﷺ کو گمراہ سمجھتے تھے مجنوں دیوانہ، ساحر ،کاہن ساری باتیں تو اب یہ ہے کہ ان کو بتائیے کہ اگر میں گمراہ ہو گیا ہوں (وہ کیا سمجھتے تھے کہ پہلے تو ٹھیک تھے جب امین اور صادق وہ کہتے تھے اور **حَكَمْ** تسلیم کرتے تھے کہتے تھے تب تک ٹھیک تھے اب انہوں اچانک ایسی باتیں کرنی شروع کر دیں) تو اے محمد ﷺ آپ ان کو یہ بات کہیے کہ اگر میں گمراہ ہو گیا ہوں تو میری گمراہی کا وبال مجھ ہی پر ہے **فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ** اور اگر میں ہدایت پر ہوں **فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي** تو اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس وحی کی بنا پر ہوں جو میرا رب میری طرف کرتا ہے۔ میرا رب جو میرے اوپر وحی کو نازل کرتا ہے اسی کی بنا پر میں صراط مستقیم پر ہوں **إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ** وہ سب کچھ سنتا ہے اور قریب ہی ہے یہ بڑی خوبصورت بات ہے آپ سوچئے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کتنی باتیں اللہ تعالیٰ نے کہیں ہیں **قُل** کتنی دفعہ آیا ہے کیونکہ اہل مکہ بہت تنگ کرتے تھے بہت ستاتے تھے رسول اللہ ﷺ کو آپ سوچئے کتنا بوجھل ہوتا ہوگا آپ کا دل کتنی تکلیف ہوتی ہوگی کتنا بھاری مشن تھا کتنی اہم ذمہ داری تھی کبھی اُن کی ایک بات کبھی اُن کی دوسری بات کبھی ایک اعتراض کبھی دوسرا کبھی ایک مطالبہ کبھی دوسرا مطالبہ جینے نہیں دیتے تھے نا ہی دین کو قبول کرتے تھے اپنے ہی رشتہ دار تھے اُن کے درمیان آپ پلے بڑھے تھے اور اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ان کو نمبر 1- غور و فکر کی دعوت دیں تحقیق کی دعوت دیں وعظ ایک بات کہیں کہ سوچ سمجھ کر اللہ کے لئے ایک فیصلہ کریں اور وہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہارا صاحب مجنوں نہیں ہے پھر نمبر 2- کہ وہ مجنوں کیسے ہو سکتا ہے جو آنے والی مصیبت سے تمہیں خبردار کر رہا ہے اور مصیبت ہے قیامت کی پھر نمبر 3- عام طور پر لوگ جب اکٹھا کرتے ہیں لوگوں کو اور بہت سی تقریریں کرتے ہیں تو ضرور پیچھے کوئی مفاد ہوتا ہے کوئی وجہ ہوتی ہے جب وہ تشہیر کر رہے ہوتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا کوئی مفاد بھی نہیں تھا پھر نمبر 4- کہ اللہ نے اُن کو وحی کی یہ ساری باتیں نمبر 5- جو بھی آپ نے پیغام دیا حق ہے۔ اللہ نے آپ کی طرف وحی کیا اور یہ آیت کا حصہ بڑا خوبصورت ہے **إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ** کہ بے شک میرا رب سنتا بھی ہے اور اس کے ساتھ کیا کہا **قَرِيبٌ** ہے اس کا پھر مطلب کیا ہے کہ سنتا بھی ہے اور قریب ہے؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی نے اکیلے نہیں چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بالکل تنہا نہیں کر دیا بلکہ اللہ تعالی سن رہے ہیں اللہ رب العزت رسول اللہ ﷺ کے بہت قریب ہیں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اگر کوئی بھی بات کہہ رہے ہیں اگر وہ غلط ہو تو اللہ تو سن رہا ہے اللہ تو فوراً ٹھیک کرنے والا ہے دوسری اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے آپ جو دعوت دے رہے ہیں اور اگر لوگ آپ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی سن رہے ہیں کہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں **قَرِيبٌ** اور پیچھے آپ پہلے بھی یہ بات پڑھ چکی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کے بہت قریب ہے انسان جب وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بات کو سنتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے تو لوگوں کیا کرو؟ تم مجھ سے ہی مانگو پہلے بھی آپ یہ پڑھ چکی

ہیں پھر آپ دیکھیں گویا کہ **إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ** جو ہے یہ **"تفویض الی اللہ "** کا کلمہ ہے **سپردگی للّٰہ** اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرنا کہ اگر اہل مکہ رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں سنتے تو اللہ تو سنتا ہے اللہ تو قریب ہے تو گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا معاملہ رکھتا ہوں پھر آپ دیکھئے کہ آگے جو آخری آیتیں ہیں اس میں بات ہو رہی ہے قیامت کی، عذاب شدید کی، فیصلہ کن گھڑی سے ڈرایا جا رہا ہے اور فیصلہ کن گھڑی ہوگی کیسی؟

آیت نمبر 51۔ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ
ترجمہ۔ کاش تم دیکھو اِنہیں اُس وقت جب یہ لوگ گھبرائے پھر رہے ہوں گے اور کہیں بچ کر نہ جا سکیں گے، بلکہ قریب ہی سے پکڑ لیے جائیں گے

وَلَوْ تَرَىٰ اور کاش کہ تم دیکھو کاش کہ تم دیکھو **إِذْ فَزِعُوا** جب وہ **(ف ز ع)** کے معنی کیا ہیں گھبرانا اور پریشان ہونا ڈرنا کہ **إِذْ فَزِعُوا** جب وہ گھبرا جائیں گے **فَلَا فَوْتَ** پس نہیں وہ بچ سکیں گے **فَوْتَ** کیا ہے **(ف و ت)** کے معنی ہیں آگے بڑھ جانا گرفت سے باہر ہو جانا رسائی سے نکل جانا یہ اسم فعل ہے اب آپ دیکھیں جو فوت ہو جاتا ہے وہ کہاں جاتا ہے وہ تو آگے چلا جاتا ہے تو آگے بڑھ جانا تو یہاں کیا معنی ہیں **فَلَا فَوْتَ** جب وہ گھبرائے ہوں گے تو وہ آگے نہیں بڑھ سکیں گے وہ کہیں آگے نہیں جا سکیں گے **فَلَا فَوْتَ** گھبرائے پھر رہے ہوں گے لیکن کہیں بھاگ نہیں سکیں گے کہیں جا نہیں سکیں گے کوئی فرار کی جگہ نہیں ہوگی **وَأُخِذُوا** اور پکڑ لیے جائیں گے اور **وَأُخِذُوا** کیا ہے یہ ماضی مجہول ہے ان کو پکڑ لیا جائے گا کہاں سے **مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ** قریب کی جگہ سے اور **وَأُخِذُوا فعل** ہے اور اس کا مطلب ایک ہوتا ہے کسی کو اخذ کرنا معنی کہ کسی کو پکڑ لینا جیسے فلاں چیز کا ماخذ یہ ہے آپ دیکھیں کتابیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں پیچھے اس کے ماخذ لکھے ہوئے ہوتے ہیں تو گویا کہ کتاب کے اندر جو بہت سے دلائل ہیں یا بہت سی جو تحقیقات ہیں فلاں فلاں جگہ سے لی گئی ہیں یعنی اس کا ماخذ (اس سے اس چیز کو لیا گیاہے) مجرم پکڑ لئے جائیں گے قریب کی جگہ سے اس سلسلے میں مفسرین نے اس کے دو معنی بتائے ہیں کہ یہ کون سا وقت ہوگا جب ان کو پکڑ لیا جائے گا؟ ایک رائے یہ ہے جو اکثر کی رائے ہے کہ روزِ محشر، حشر کے دن ان کو پکڑ لیا جائے گا بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ نزع کا وقت ہے اور موت کا وقت ہے تو اس وقت وہ پکڑ لئے جائیں گے کیوں؟ موت کا وقت بھی میدانِ حشر کے سلسلے ہی کی پہلی کڑی ہے تو اس وقت بھی کتنا ہی انسان گھبرائے کتنا پریشان ہو اپنی بد اعمالیاں گناہ کتنے ہی کیوں نہ سامنے آرہے ہوں اور کتنا ہی انسان کچھ کرنا چاہ رہا ہو لیکن کیا ہے کہ وہ کہیں بچ کے جا نہیں سکتا دنیا میں انسان پریشان ہوتا تو کہتا ہے کہ اچھا موت ہی آجائے لیکن

اب تو گھبرا کہ یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

پہلی بات یہ کہ موت ہو یا پھر نزع کا وقت ہو اور جو بھی پریشانی کا وقت ہو گا تو اللہ رب العزت کہتے ہیں کاش کہ تم دیکھتے کہ اس وقت یہ بڑی گھبراہٹ میں ہوں گے پیچھے آپ دیکھیں کہ جب یہ لفظ آیا تھا فُزِّعَ کا تو اس کے ساتھ کیا آیا تھا **عَنْ** آیا تھا آیت 23 میں **فُزِّعَ عَنْ**۔ **عَنْ** سے معنی میں کیا تبدیلی آئی کہ گھبراہٹ دور کر دی گئی اور یہاں پہ **عَنْ** نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے گھبرائے ہوئے ہیں تو پہلی چیز یہ کہ مشکل وقت ہوگا موت کا ہو یا حشر کا یہ گھبرائے ہوئےہوں گے دوسری بات یہ کہ کہیں جا نہیں سکتے دوڑ نہیں سکتے کوئی فرار نہیں ہے تیسری بات یہ کہ **مَكَانٍ قَرِيبٍ** قریب ہی سے وہ پکڑ لئے جائیں گے گویا کہ پکڑنے والا قریب ہی چھپا کھڑا تھا ادھر بھاگنے کی کوشش کی فوراً دھر لیا گیا

آیت نمبر 52۔ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ

ترجمہ۔ اُس وقت یہ کہیں گے کہ ہم اُس پر ایمان لے آئے حالانکہ اب دور نکلی ہوئی چیز کہاں ہاتھ آسکتی ہے

وَقَالُوا اور اس وقت یہ کہیں گے **آمَنَّا بِهِ** ہم ایمان لائے "ہٖ" کی ضمیر ہے نمبر 1۔ قرآن کی طرف نمبر2۔ رسول کی طرف اس وقت یہ کہیں گے مجرم اب ہم ایمان لائے اور یہ ویسا ایمان ہے جیسا کہ فرعون نے بھی کہا تھا " **قَالَ ءَامَنتُ** کہ مرتے وقت ڈوبتے وقت کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں اور پھر اس کو کہا گیا کہ اللہ ڈوبنے والوں کی توبہ قبول نہیں کرتا تو اس وقت یہ ایمان لانا چاہیں گے رسول پر قرآن پر **وَأَنَّىٰ** اور کیوں کر **لَهُمُ** ان کے لئے انکار کرنے والوں کے لئے **التَّنَاوُشُ** (**ن و ش**) اس کا مادہ ہے اور معنی ہیں دور کی چیز پکڑنا اور اور **التَّنَاوُشُ** آپ کو مشکل لگ رہا ہے یا آسان لگ رہا ہے آپ سب کو یہ آتا ہے آپ کھانے پینے میں کہتی ہیں نوش فرمائیے تو نوش کا مطلب ہوتا ہے ہاتھ بڑھا کر کسی چیز کو پکڑنا اس کو اٹھا لینا اور کسی چیز کو اتنی دور سے پکڑنا کہ اس تک ہاتھ پہنچ سکے مطلوبہ چیز تک رسائی ہو سکے ویسے پکڑنے کے لئے قرآن میں 9 لفظ آئے ہیں اور یہ اس کا تیسرا درجہ ہے **تناوُشُ** کسی دور کی چیز کو پکڑنے کی کوشش کرنا یہ **أُخِذُوا** جو ہے **اَخَذَ** یہ پہلا لفظ ہے پکڑنے کے لئے عام ہے پھر **بَطَشَ یہ** کون سی پکڑ ہوتی ہے سخت پکڑ سخت گرفت والی پکڑ **إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ (12۔ البروج)** بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ پھر اسی طرح **خَطَفَ** آپ پیچھے پڑھ چکی **يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ (20۔ البقرہ)** ان کی بصارت کو اچک لے گی۔ اچک لینا، کسی چیز کو لے اڑنا، جیسے پرندہ کوئی چیز جلدی سے لے کر اڑ جائے اس کے لئے بھی آتا ہے اور بہرحال اس کے علاوہ اور بھی بہت سے الفاظ ہیں تو کیا ہے کہ اب ان کے لئے کیوں کر ممکن ہوگا کہ وہ دور کی چیز کو پکڑ سکے تو یہاں پر **تناوُشُ** یہ مصدر ہے مصدر تاکید کے لئے ہے اب وہ کہیں گے کہ ہم ایمان لائے مگر اب دور نکلی ہوئی چیز کہاں ہاتھ آسکتی ہے **تناوُشُ** یعنی ہاتھ بڑھا کر مطلوبہ چیز لے لینا تو وہ مطلوبہ چیز کیا ہے؟ ایمان لانا اور ایمان کہاں لانا تھا؟ دنیا کے اندر دنیا ختم، دارالعمل ختم اب تو دارالجزا کا وقت ہے اب وہ تمنا اور خواہش کریں گے کہ کاش کہ ہم عمل صالح کریں ہم ایمان لائیں اور اب اس وقت **وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ** کہاں ہے کیوں کر ہے کس طرح ہے کہاں ہو سکتا ہے کہ دور نکلی ہوئی چیز **مَكَانٍ بَعِيدٍ** جو دور کی جگہ ہے اور اب دور کی جگہ کیا ہے ؟ دنیا۔ موت کے وقت بھی ساری زندگی دور کی جگہ ہی ہے۔ حشر کے میدان میں دنیا کی زندگی کیا ہے **مَكَانٍ بَعِيدٍ** دور کی جگہ ہے اب دور نکلی ہوئی چیز ہاتھ نہیں آسکتی اب پچھتاوے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

آیت نمبر 53۔ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ

ترجمہ۔ اِس سے پہلے یہ کفر کر چکے تھے اور بلا تحقیق دور دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے ۔

وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ اور اس سے پہلے یہ کیا کرتے تھے کفر کرتے تھے **وَقَدْ كَفَرُوا** یہاں پہ **قَدْ** آگیا ہے اور ماضی سے پہلے جب **قَدْ** آجاتا ہے تو پھر کیا معنی دیتا ہے اور بے شک کفر کیا انہوں نے، تاکید آجاتی ہے **قَدْ** تحقیق کفر کیا انہوں نے ایمان قرآن رسول ان سب چیزوں کے ساتھ انہوں نے انکار کیا **مِنْ قَبْلُ** اس سے پہلے اور یہ کیا کرتے تھے؟ **وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ** اور یہ تیر چلاتے تھے **(ق ذ ف)** کے معنی کیا ہوتے ہیں پھینکنا جیسے بے تکی باتیں کرنا تو یہ کیا کرتے تھے یہ تیر چلاتے تھے **بِالْغَيْبِ** بن دیکھے **مِنْ مَكَانٍ** جگہ **بَعِيدٍ** دور کی تو یہاں پہ **مَكَانٍ** سے کیا مراد ہے آپ نے کیا پڑھا کہ جیسے پیچھے **مَكَانٍ قَرِيبٍ** سے مراد کیا ہے کہ قریب ہی فرشتہ ہوگا جو ان کو پکڑ لے گا دوسرا آپ نے پڑھا تھا **مَكَانٍ بَعِيدٍ**

دور کی جگہ یعنی حشر کے میدان میں ان کے لئے دنیا ہے۔ اب یہاں پہ **مَكَانٍ بَعِيدٍ** اس سے مراد کیا ہے؟ کہ بلا تحقیق جو دور دور کی کوڑیاں لاتے تھے تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے نمبر 1۔ کہ ان کو تو ایمان لانا تھا اور وہ ایمان نہ لائے (ان کا کیا کام تھا کہ وہ دنیا میں ایمان لے آتے ہیں اب ایمان لانا ان کے لئے کوئی فائدہ مند نہیں ہے) کیونکہ بلا تحقیق یہ ایمان کی جگہ دور دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ **مَكَانٍ** سے مراد دل ہے اور دل کے اندر ان کے کفر تھا شرک تھا اور بہت سی اللہ کی نافرمانیاں تھی ان کے دل کے اندر حسد تھا اور کدورتیں تھیں تو اس لئے یہ ایمان نا لے کر آئے اور وہ کیا کرتے ہیں **وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ** اور یہ دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے دور دور سے باتیں کیا کرتے تھے بلا تحقیق بات کرنا اب دل کے اندر کدورت ہو تو تحقیق کہاں سے ہو گی تو یہاں پہ **مَكَانٍ بَعِيدٍ** سے مراد کہ دل کے اندر ہی ان کا عقیدہ ٹھیک نہیں تھا اس لئے **وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ** اور ان دیکھی باتیں کرنا کہ رسول جھوٹا ہے نعوذ باللہ اور کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی اور کوئی فرشتہ نہیں آتا اور مجنوں اور دیوانہ کہنا بہت سی ایسی باتیں کرنا تو یہ ساری بات اس کے اندر پائی جاتی ہےکہ یہ بلا دلیل اپنے خیال سے بات کرتے تھے اچھا عربوں کا یہ محاورہ بھی ہے ایک ہوتا ہے **رَجْمًا بِالْغَيْبِ** ایک ہوتا ہے **قَذَفْ بِالْغَيْب۔ رَجْمًا بِالْغَيْبِ** کا مطلب کیا ہوتا ہے کہ بِن دیکھے پتھر مارنا اندھیرے میں تیر چلانا اور **قَذَفْ بِالْغَيْب** بِن دیکھے جملے مارنا، باتیں مارنا، بغیر جانے باتیں کرنا(تو یہ بھی یاد کرلیں **رَجْمًا بِالْغَيْبِ ، قَذَفْ بِالْغَيْب)** یہ بیماری عورتوں کے اندر بہت پائی جاتی ہے کہ بعض اوقات پتھر مارنا سے مراد یہ نہیں ہوتا کہ آپ ہاتھ سے ہی پتھر ماریں آپ کے جملے ایسے ہوتے ہیں جو پتھروں سے زیادہ سخت ہوتے ہیں اور مثلاً آپ کے دوستوں کا ایک گروپ ہے اور کسی نے کچھ بات کہی ہے اور وہ کسی خاص کو نہیں کہی ہوتی لیکن ہوتا کیا ہے کہ ایک دوست دوسرے کو کہتا ہے کہ یہ تو تمہارے بارے میں کہی ہے اب کہنے والے کےفرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی اب دوسرا کہتا ہے کہ اچھا میرے بارے میں کہی یہ کتنا میرا مخلص ہے جو مجھے یہ بات بتا رہا ہے اور ہو یہ جھوٹی بات تو اس کو کیا کہیں گے **رَجْمًا بِالْغَيْبِ ،وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ** اور گھروں کے اندر اس سے بعض اوقات طلاقیں ہو جاتی ہیں کہ شوہر نے میرے بارے میں ایسا کہہ دیا یا میری ساس نے شاید میرے بارے میں ایسا کہا اور بعض اوقات آپ ایسے ہی کچھ جملہ بول دیتے ہیں بعض اوقات گھر کے اندر اولاد ہے والدین کوئی بات کہہ دیتے ہیں اور اسی طرح رشتہ دار آپس میں کچھ کہہ دیتے ہیں دوست کچھ آپس میں کہہ دیتے ہیں تو ایسا شخص بڑا خطرناک ہے اہل مکہ بھی کیا کرتے تھے ان کے اندر کیا بیماری تھی **وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ** کہ دور کی باتیں کرتے تھے جھوٹی باتیں کرتے تھے کہ یہ قرآن اور یہ رسول اور یہ وحی اور قیامت اور سب چیزیں یہ ٹھیک نہیں ہیں بلا تحقیق دور دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے تو ان کو ہم تو برا بلا سمجھتے ہیں لیکن ہمارا اپنا حال کیا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم بھی بغیر تحقیق کے کوئی بات کہہ دیتے ہیں کہنے والے کو خبر نہیں اور آپ کو اس کی خبر ہے کہ اس نے کیا کہا تو ہمیں پتہ ہونا چاہئے۔ میں اپنی زندگی میں ان باتوں پر سوچتی ہوں کہ زندگی میں کئی دفعہ ایسا ہو جاتا ہے آپ کے ساتھ بھی شاید ایسا ہوا ہو بعض اوقات ایک جملہ آپ نے بولا تھا اس کا اتنا آپ کو خمیازہ بھگتنا پڑا کہ آپ پھر اپنی زبان کو کھینچتی ہیں اور کہتی ہیں کاش کہ میں نے یہ جملہ نہ بولا ہوتا کیونکہ میرا تو کوئی مقصد تھا ہی نہیں ایسے ہی بولا تھا لیکن اس سے کیا ہوتا ہے کہ فتنے لڑائیاں جھگڑے طلاقیں نہ جانے کیا کیا ہو جاتا ہے اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچا کرتے تھے رویا کرتے تھے۔ زبان کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں اور رو رہے ہیں کہ یہ زبان ہے جو قیامت کے دن منہ (چہرے) کے بل جہنم کے اندر ڈالے گئی تو بڑی خوبصورت یہ بات ہے اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس پر عمل کی توفیق عطا کرے کہ ہم اپنی زبان کی حفاظت کریں تو وہ بلا

تحقیق دور دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے پھر وہی بات کہ دل میں عقیدہ نہیں تھا ایمان نہیں لاتے تھے اور پھر کفر وشرک کی باتیں کرتے تھے

آیت نمبر 54۔ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ
ترجمہ۔ اُس وقت جس چیز کی یہ تمنا کر رہے ہوں گے اس سے محروم کر دیے جائیں گے جس طرح اِن کے پیش رو ہم مشرب محروم ہو چکے ہوں گے یہ بڑے گمراہ کن شک میں پڑے ہوئے تھے

وَحِيلَ بَيْنَهُمْ اور حائل ہوگئی ان کے درمیان **مَا يَشْتَهُونَ** جس چیز کا وہ اشتہا کرتے تھے ان کے درمیان اور ان کے اشتہا کے درمیان حائل ہوگئی۔ کیا چیز حائل ہوگئی؟ اب اصل میں **مَا يَشْتَهُونَ** کو سمجھنا بہت ضروری ہے **يَشْتَهُونَ** پہلے سمجھیں اس کے کیا معنی ہوتے ہیں آپ پڑھ چکی ہیں اس کا مادہ کیا ہے **(ش ہ و)**ایسی فطری خواہش ہے بہت شدید خواہش جیسے آپ کہتے ہیں اس وقت مجھے **اِشْتِہا** کی بھوک لگی ہے اور یہ ایسی خواہش ہوتی ہے کہ اس میں کسی کو کچھ کہنا نہیں پڑتا آپ کو نیند آرہی ہے یہ بھی ایک **اِشْتِہا** ہے جب نیند آتی ہے خود ہی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں آپ کلاس کی تیاری کر رہے ہیں پینسل آپ کے ہاتھ میں ہے میں کلاس کی تیاری کر رہی ہوں اور کبھی کیا ہوتا ہے کہ قرآن کے اوپر پینسل سے لائنیں لگ جاتی ہیں کہ پتہ نہیں چلا کب نیند آگئی اتنی گہری نیند آگئی اور اتنے تھکے ہوئے تھے تو یہ کیا ہے نیند یہ ایک فطری خواہش ہے جو خود بخود بغیر کسی کے کہے آنکھیں بند ہونے لگتی ہیں اسی طرح بھوک کہنا نہیں پڑتا آپ کام کر رہی ہیں خود بخود آپ اٹھ کرتھوڑا کھاتی ہیں۔ اسی طرح جنسی خواہش ہے اس کی اشتہا۔ تو اصل میں شہوت یا شہو یا **اِشْتِہا** ایسی خواہش کو کہتے ہیں ہر قیمت پر انسان اس کو چاہے دل مچل جائے دل تڑپنے لگے دل چاہنے لگے بس مجھے یہ چیز چاہئے تو **يَشْتَهُونَ** جو وہ تمنا کیا کرتے تھے "**مَا**" اس کو highlightکریں بلکہ اس کے گرد دائرہ لگا لیں۔ وہ تمنا کیا کرتے تھے "**مَا**" جو وہ پسند کرتے تھے "**مَا**" کے اندر دنیا میں جو کچھ ہے وہ سب کچھ دنیا میں دولت ہے سامان ہے جس کو وہ پسند کرتے تھے جو مقصود ہے۔ موت جب آئی تو موت ان کے اور دنیا کے درمیان حائل ہو گئی پردہ آ گیا رکاوٹ ہو گئی تو **وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ** اور حائل ہو گئی ان کے درمیان اور جس چیز کی وہ تمنا کیا کرتے تھے اور وہ کیا چیز ہے؟ جو ان کی خواہشات تھیں کبھی دنیا کی دولت چاہئے کبھی دنیا کی عزت چاہئے کبھی وہ یہ کہتے تھے کہ ہمیں رسول کیوں نہ بنا دیا گیا اور دنیا کی ان گنت نعمتیں ہر چیز جو ان کو مقصود اور مطلوب تھی جو محبوب چیز تھی موت آئی اور اس کا پردہ حائل ہو گیا اور ان کو ان چیزوں سے محروم کر دیا گیا یا پھر آپ یہ بھی کہہ سکتی ہیں کہ اس سے مراد قیامت ہے آخرت ہے دنیا میں موت آتی ہے سب چیزیں چھوٹ جاتی ہیں کچھ بھی ساتھ نہیں جاتا۔ ہم کس سے محبت کرتے ہیں؟ اولاد سے بہت محبت کرتے ہیں لیکن موت جب آتی ہے تو اولاد میں اور والدین کے درمیان ایک پردہ حائل ہو جاتا ہے موت کا شکنجہ آ کر ایسے کس لیتا ہے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں بہت خیال آتا ہے کہ کیا ہوگا ان کا لیکن اب ان کے درمیان پردہ آ گیا اسی طرح پیچھے ذکر ہوا تھا مال اور اولاد کا آپ اس کو ہی اپنے ذہن میں رکھ لیں وہ کہتے تھے ہمیں مال اور اولاد زیادہ ملا ہے اسی پس منظر میں تو **مَا يَشْتَهُونَ** جو یہ چاہتے تھے اس کے درمیان موت نے یا پھر آخرت نے ایک پردہ حائل کر دیا یا پھر آپ یہ کہہ سکتی ہیں **مَا يَشْتَهُونَ** کو اگر پچھلی آیات سے ملائیں کہ وہ کہیں گے **وَقَالُوا آمَنَّا** " کہ ہم ایمان لے آئے اب" آخرت میں وہ ایمان لانا چاہتے ہیں وہ جنت کے عذاب کے دور کرنے کے طلبگار ہیں کہ ان سے عذاب ہٹا لیا جائے **وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ** اب نہ ان کو جنت مل سکتی ہے نہ وہ ایمان لا سکتے ہیں نہ آخرت میں ان کو نجات مل سکتی ہے اب ان کے درمیان پردہ ہے

اب کچھ بھی نہیں ہے **كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ۔** **كَمَا** جس طرح **فُعِلَ** کیا گیا **بِأَشْيَاعِهِمْ** (ماضی مجہول) اور یہ **أَشْيَاعٌ** یہ **شَيْعَةٌ** کی جمع ہے کسی شخص کے تابع اور ہم خیال کو اس کا **شَيْعَہ** کہتے ہیں۔ گویا کہ اس کے ساتھ چلنے والے ہوتے ہیں جو ہم مشرب ہوتے ہیں تو جو اس کے ساتھ چلنے والے ہیں ان کے ساتھ کیا ہوا تھا **كَمَا فُعِلَ** جس طرح کیا گیا **بِأَشْيَاعِهِمْ** ان کے ہم مشربوں کے ساتھ ان کے ساتھیوں کے ساتھ **مِنْ قَبْلُ** اس سے پہلے اور اہل مکہ کے کے ساتھ چلنے والے کون تھے ان کے ساتھی کون تھے ؟ عاد، ثمود، مدین اور فرعون۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جن قوموں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا اللہ کے پیغام کو اللہ کی کتابوں کو جھٹلایا تو ان کا کیا انجام ہوا کہ پھر وہ تباہ و برباد کر دئیے گئے پھر موت آئی اور پھر ان کا فیصلہ ہی کر دیا گیا تو اب ان کے اور ان کی اشتہا کے درمیان، ان کی خواہشات کے درمیان پردہ حائل کر دیا گیا اب اس سے ان کو محروم کر دیا گیا جیسے کہ ان کے پہلے جو ساتھی تھے ان کو محروم کر دیا گیا تھا جب انہوں نے جھٹلایا تھا انہوں **إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ** بے شک یہ لوگ مبتلا تھے **شَكٍّ مُرِيبٍ** گمراہ کن شک میں پڑے ہوئے تھے تو **مُرِيبٍ** یہ کون سے شک کو کہتے ہیں **(ر ی ب)** سے ہے ایسا شک جو انسان کو تردد میں ڈال دے الجھن میں ڈال دے۔ **شَكٍّ** کے ساتھ **مُرِيبٍ** آگیا یہ تاکید کے لئے ہے کیونکہ **شَكٍّ** بھی تو شک ہے پھر اس کی صفت کے طور پر **مُرِيبٍ** دوبارہ آگیا تو معنی یہ ہیں کہ دراصل یہ الجھن میں ڈالنے والے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور اب کیا ہوا کہ فیصلہ کن گھڑی ان کے سر پر آگئی اور یہ شک میں رہے اور کچھ کیا ہی نہیں۔ اس سلسلے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ایک قول بڑا خوبصورت ہے اس کو آپ یاد کر سکتی ہیں اور میں بھی یاد کروں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریب اور شک سے بچو جو شک کی حالت میں فوت ہوگا اسی حالت میں اٹھے گا اور جو یقین پر مرے گا قیامت والے دن یقین ہی پر اٹھے گا۔ پوری سورۃسبا کا نچوڑ کیا ہے خلاصہ کیا ہے شکر گزاری ،شکر گزاری پیدا کی جائے شک نہ کیا کرے اور تحقیق کریں کس کی؟ صداقت کی ایمان کی نیکیوں کی اچھے کاموں کی تو اچھے کاموں کے لئے اشتہا ہونی چاہئے پیاس لگنی چاہئے بھوک لگنی چاہئے کہ پھر میری اور آپ کی تمنا بن جائے کہ میں نیکی کروں میں اچھی بن جاؤں اور یہ میں اور آپ نہیں کر سکتے جب تک کہ ہمارے اندر شکر گزاری پیدا نہ ہوگی اور شکر گزاری کی پانچ بنیادیں ہیں اور یہ جو پانچ اساسیں ہیں شکر گزاری کی ان میں پہلی چیز عاجزی اور انکساری ہے(فروتنی)۔ دوسری چیز محبت کا پیدا ہونا ہے جو ہمیں نعمتیں دے رہا ہے اس کے لئے محبت اور تیسری چیز پھر نعمتوں کا اعتراف کریں (معترف) اور چوتھی چیز پھر اس بناء پر اس کی ثنا کریں اور پھر پانچویں چیز کیا ہے کہ پھر وہی کریں جو کہ نعمت دینے والے کو پسند ہے اس کا غلط استعمال نہ کریں۔ اس نعمت کو اس کی ناپسندیدہ جگہ پر استعمال نہ کریں تو آئیے اپنے وجود کو اللہ کی بندگی میں ہلکان کر دیں مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دو باتیں بڑی اچھی لگتی ہیں بہت سی باتیں ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اگر آپ سیرت کا مطالعہ کریں گی اکثر باتوں میں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ جو نیکیوں میں آگے بڑھ جاتے تھے ان پر رشک کیا کرتے تھے کہ کاش کہ اس کی جگہ عبداللہ بن مسعود ہوتا۔ حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ایمان لائے یتیم تھے بڑی مصیبتوں کے ساتھ زخمی اور چھالے والے پاؤں کے ساتھ مدینہ پہنچتے ہیں اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کی اتنی پزیرائی کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں جب بڑے بڑے صحابہ کے پاس سواری نہیں ہے وہ جانا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اے ذوالبجادین میں تمہیں ساتھ لے کے جاؤں گا آپ نے ان کی سواری کا انتظام کیا ہوا ہے کہتے ہیں مدینہ کی گلیوں میں بچوں کی طرح خوشی سے حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کیا کہا کرتے تھے کہ میں تو جہاد پہ جا رہا ہوں۔اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے بہت پیار کیا انہوں نے پھر اس کے بعد انہوں

نے یہ دعا کی تھی کہ میں شہید ہوں اور مجھے موت اس حال میں آئےکہ میرا اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ مجھ سے راضی ہو جائیں اور کہتے ہیں کہ کوئی درخت کی چھال وغیرہ بھی اتار کر لائے تھے جس پر آپ ﷺ نے ان کے لئے کچھ لکھا تھا تو اب ہوا کیا کہ میدان جنگ میں پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں ان کو بہت زور کا بخار آ گیا اور وہ فوت ہو گئے راستے میں جب فوت ہو گئے فوجوں کا پڑاؤ تھا اور رات کا وقت ہے اور لالٹین اٹھائی ہوئی تھیں صحابہ نے اور آپ کو دفنانے کے لئے کچھ انتظام کر رہے ہیں تو آپس میں پوچھ رہے ہیں کہ کیا رومیوں نے حملہ کر دیا(غزوۂ تبوک کے موقع پر روم میں کون آباد تھے؟ عیسائی)۔ کسی نے کہا نہیں اس سے بھی بڑا واقعہ پیش آ گیا کیا واقعہ پیش آیا ذوالبجادین فوت ہو گئے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی قبر کھودی گئی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازے کو اٹھایا ہوا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اللہ کے رسول ﷺ یہ کہہ رہے ہیں کہ تم اپنے بھائی کا ادب کرتے ہوئے اس کو نیچے لے کے جاؤ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کاش کہ ذوالبجادین کی جگہ میں ہوتا "ادبا اخاکم" اب سوچیں اللہ کے رسول ﷺ بھی ان کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ ساری زندگی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رشک اور مقابلہ کرتے رہے اور مقابلہ بھی کس سے بہترین بندے سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرتے رہے لیکن اس مقابلے میں حسد نہیں تھا اس مقابلے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گرانا نہیں تھا اس مقابلے میں نیکیوں میں آگے بڑھنا تھا پیار کی کیفیت تھی مجھے بہت خوبصورت ان کا بھی کردار لگتا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ ان سے دو تین سال چھوٹے تھے کہتے ہیں میرے بھائی دو چیزوں میں مجھ پر سبقت لے گئے ایک ایمان لانے میں اور دوسرا جام شہادت نوش کرنے میں۔ میں اور آپ کیا باتیں کرتے رہتے ہیں گھر کے اندر بھی کبھی شوہر کا شکوہ کبھی ساس کا کبھی دیورانی کا کبھی جیٹھانی کا کبھی بچوں کا ہر وقت ناشکری رونا دھونا اور یہ بات یاد رکھیں دنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے بڑی مختصر ہے اگر میں اور آپ نے اس کو شکوہ اور شکایتوں میں ضائع کر دیا ناشکری میں ضائع کر دیا تو پھر آخرت کیسے کمائیں گے پھر جنت کی تیاری کیسے کریں گے وقت بہت تھوڑا ہے اور جنت بڑی مہنگی ہے اور بڑی قیمتی ہے اور بڑی مشکل ہے اور وہ مسلمان بہنیں یا بھائی جو جنت سے محبت کرتے ہیں پھر ان کو بہت سی باتوں کو چھوڑنا پڑے گا یہ شکوے یہ شکایتیں یہ رونا دھونا یہ ناشکری کرنا اس کو اپنی زندگی سے نکالنا پڑے گا ہر قیمت پر کیا چاہئے؟ جنت چاہئے۔ قلبِ سلیم تڑپنے والا دل جس کو سانپ نے ڈس لیا ہو جو تڑپتا ہے دنیا اور دنیا کی عزت کے لئے نہیں۔ بھول جائیے اس بات کو کہ دنیا مجھے کیا کہہ رہی ہے آئیے اپنے دلِ ناداں کو یہ بات سمجھائیں کہ میں اور آپ ہم سب کو ایک اچھا اور بہترین مسلمان بننا ہے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ